Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

Received: 18th Feb, 2025 | Accepted: 11th June, 2025 | Available Online: 30th June, 2025
Digital Object Identifier:

انیس اشفاق کے ناول "ہیچ" میں ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی و سماجی صورتحال

The Socio-Political Condition of Indian Muslims in Anees Ashfaq's Novel "Heech"

DR. SARA MAJEED[1] AND ZUNAIRA SIDDIQUE[2]
[1] Lecturer, Department of Urdu, The Women University, Multan, Pakistan.
[2] Visiting Lecturer, Department of Urdu, The Women University, Multan, Pakistan.
Corresponding author: Sara Majeed (saramajeed46@gmail.com)

ABSTRACT Anees Ashfaq's novel "Heech" reflects the shifting political and social conditions of Indian Muslims. It effectively portrays the identity crisis, fear and communal prejudice faced by minorities particularly Muslims. The novel highlights the ongoing religious discrimination, anti-Muslim sentiments and the rise of extremist political ideologies in contemporary India. The characters in "Heech" are caught in a struggle for survival and the preservation of their identity. Anees Ashfaq explores the complexities of human psychology, belief systems and political motives through a unique and symbolic narrative style. "Heech" is not merely a portrayal of Muslim victimhood but a profound social critique that exposes the contradictions within the current Indian system. Interestingly, the Hindu characters in the novel also express discontent with the prevailing circumstances, emphasizing that communal bias affects the entire society not just the minorities. Anees Ashfaq's narrative technique and literary voice hold a distinctive place in Urdu literature. This study attempts to explore how the identity and security of the Muslim individual are represented in literary texts against the backdrop of contemporary Indian political discourse.

Keywords Communalism, Political, Discrimination, Minorities, Extremism.

عصرِ حاضر میں لکھا جانے والا ناول اپنے موضوعات کے تنوع کے سبب ایک الگ پہچان رکھتا ہے۔ آج کا ناول نگار یہ کوشش کرتا ہے وہ ناول میں عام طبقے کے مسائل اور ان کے حل کی بات کرے۔ اس لیے ناول نگار کو معاشرے میں چھپی ہوئی تمام خوبیوں اور خامیوں کا مکمل ادراک ہوتا ہے۔ دنیا میں کہیں بھی چلے جائیں وہاں کا معاشرہ کبھی بھی ایک یا دو سال میں تشکیل نہیں پاتا۔ معاشرہ بننے میں صدیاں لگ جاتی ہیں۔ کئی صدیوں کے بعد کہیں جا کر ایک سماج کی شکل و صورت ہمارے سامنے آتی ہے۔ جب ایک سماج اپنا وجود اس زمین پر قائم کر لیتا ہے تب اس سماج میں بہت سے طبقے بھی پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ جن سے بہت سے مسائل جنم لیتے ہیں۔

تمام ہندوستان کو مختلف مذاہبِ عالم کا گڑھ سمجھا جاتا ہے۔ اس خطے میں بسنے والے مختلف مذاہب اور فرقے کے لوگ ہندوستان کی سماجی اور ثقافتی بنیاد کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ یہ مذاہب اس گنگا جمنی تہذیب کے وارث ہیں۔ اِس خطے کی اکثریت آبادی ہندو مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ باقی دیگر مذاہب اقلیت تصور کیے جاتے ہیں۔ ان اقلیتی فرقوں میں مسلمان، عیسائی، سکھ، بدھشٹ اور دیگر مذاہب شامل

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025
تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

ہیں۔ ۲۰۱۱ء کے اعداد و شمار کے مطابق ہندوؤں کی تعداد ۱۰۳ کروڑ اور مسلمانوں کی سترہ کروڑ تھی۔[۱]

ہندوستانی خطے میں رہنے والے مسلمانوں کے وجود کا اقرار بھی کیا جاتا ہے اور اس سے انکار بھی کہیں کہیں ملتا ہے۔ لیکن حالیہ چند برسوں میں مسلمانوں کو ایک مخصوص ہندو فرقے کی جانب سے معتصم، کبھی پناہ گزین تو کبھی قبضہ گروہ کے نام سے یاد کیا جارہا ہے۔ کبھی ان پر مذہب کو لے کر پابندی عائد کی گئی تو کبھی اِن کے عقائد اور مسلک کی تضحیک کی گئی۔ ہندوؤں کے دل میں مسلم بغض و عناد کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ ہندوستان کے باسی جو کہ ہندو کہلانے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ ان کے ہاں ذات پات، اونچ نیچ جیسے عقائد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دوسرے فرقوں کو اپنے سے کم تر درجہ دیتے ہیں۔ مسٹر آر۔جی۔کے۔ نے اپنے ایک مضمون لکھا ہے۔

> "Caste Hindus, because their of obsesson with purity, could not in any case have much social inter course with either of them(christian and Muslim). Indeed, many of them tended to regard Muslims and Europeans, as mlechchss."[۲]

آج کے ہندوستان میں رہنے والا مسلم اپنی سماجی، ثقافتی، تہذیبی اور اقتصادی نظام کے تبدل کو دیکھ اور محسوس کر رہا ہے۔ ان تمام تبدیلیوں کے پیچھے چھپے محرکات بھی اُس سے پوشیدہ نہیں۔ فرقہ وارانہ کشیدگی اور مذہب کو بنیاد بنا کر جو قتل و غارتگری کا ایک سماں آج کے ہندوستان میں پیدا کر دیا گیا ہے اس سے نا صرف مسلمان متاثر ہیں بلکہ باقی تمام اقلیتوں کو بھی برابر خطرہ لاحق ہے۔

اس تبدل و تغیر کو ہندوستان میں رہنے والے ہر باسی نے محسوس کیا۔ عام فرد کی سوچ اور فکر میں جہاں تبدیلی پیدا ہوئی، وہیں پر ادیب بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکا۔ اگر ادب کی بات کریں تو یہ صرف لفظوں کا پیرہن یا گورکھ دھندا نہیں ہے جس میں ایک ادیب مختلف چیزوں کو الفاظ کے قالب میں ڈھال کر قاری کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ بلکہ ادب زندگی، سماج اور اس سے متعلقہ تمام چیزوں کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے۔ ایک اچھا ادیب سماج و معاشرے کا نبض شناس مانا جاتا ہے۔ وہ زندگی کی حقیقت اور سماجی مسائل کو الفاظ میں ڈھالتا ہے۔ وہ انسان کی زندگی کے نشیب و فراز کو بڑی خوبصورتی سے اپنے فن پاروں کا حصہ بناتا ہے۔

> "ادب اور سماج کے رشتے کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ سماج کیا ہے؟ اور ادب کیا ہے؟ سماج اتنا ہی قدیم ہے جتنا انسان۔ بغیر انسان کے سماج کا تصور ممکن ہی نہیں ہے۔ سماج دراصل ان رشتوں کا نام ہے جو افراد کو ایک دوسرے سے منسلک رکھتے ہیں۔ ایک ادیب بھی سماجی اور معاشی اتار چڑھاو میں گھومتا رہتا ہے، اس طرح ایک ادیب بھی ان تمام باتوں سے اثرات قبول کرتا ہے۔"[۳]

اِس نازک موضوع پر بیشتر ادیبوں نے اپنا قلم اٹھایا۔ ہندوستان کی بدلتی سماجی صورتحال کو مختلف ناول نگاروں نے اپنے فن کا حصہ بنایا۔ ان میں سب سے بڑا نام مشرف عالم ذوقی کا ہے۔ جنھوں نے اپنے ناول "مرگ انبوہ" میں اس موضوع پر لکھا۔ اس ناول میں ہندوستانی مسلمانوں کی سماجی و سیاسی صورتحال کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ شفیق احمد خان شفق (کابوس، بادل)، یعقوب یاور (سنگ گراں ہے زندگی)، محمد علیم (جو اماں ملی تو کہاں ملی، گمشدہ آواز)، ترنم ریاض (مورتی، برف آشنا پرندے) جیسے ناول نگاروں نے بھی اس نازک اور اہم موضوع پر ناول تحریر کیے۔

عصر حاضر کا ایک اہم نام انیس اشفاق کا بھی ہے۔ ان کے اب تک چار ناول (دکھیارے، خواب سراب، پری ناز اور پرندے، کھیچ) منظر عام پر آچکے ہیں۔ ناول کھیچ جو کہ مسلمانوں کی سیاسی و سماجی صورتحال کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے۔ انیس اشفاق کے اس ناول میں گہری سیاسی و سماجی

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

شعور کے ساتھ ساتھ انسانی نفسیات اور ان سے منسلک پیچیدہ گتھیوں کو بھی موضوع بنایا گیا ہے۔

انیس اشفاق جو کہ لکھنو کے رہنے والے ہیں۔ انھوں نے اپنے خاص لکھنوی اسلوب کو اپناتے ہوئے زندگی کی بے معنویت اور سیاسی و سماجی صورتحال، سماجی تقسیم، فرقہ وارانہ کشیدگی کو بڑی چابک دستی سے بیان کیا ہے۔ اس ناول کا مرکزی کردار ہندوستانی سماج کا حصہ ہوتے ہوئے، اپنے آپ کو غیر محفوظ تصور کرتا ہے۔ اسے ہمہ وقت احساس رہتا ہے کہ وہ جس معاشرے کا حصہ ہے اس میں موجود ایک مخصوص طبقہ اس کو ناپسند کرتا ہے۔ اس کو معلوم ہے کہ آنے والا وقت اس مخصوص طبقے کا ہی ہے۔ اس ناول کا ایک کردار ایلیا آنٹی جب ہمسائے ملک کی طرف جانے لگتے ہیں تب ان کے شوہر علن میاں بتاتے ہیں۔

> "سچ پوچھو تو میں نہیں جانا چاہتا تھا لیکن ایلیا۔۔۔ تمہیں شاید نہ معلوم ہو نجوم میں بھی دخل رکھتی ہیں۔ اسی علم سے آنے والے زمانے کا حال جان لیتی ہیں۔ ادھر کچھ دن سے اٹھتے بیٹھتے کہے جا رہی تھیں: علن! یہاں کی زمین پر زمانہ بہت برا آنے والا ہے۔ پچاس ساٹھ برس بعد ہم لوگوں کا جینا مشکل ہو جائے گا۔"(۴)

اِس ناول کا ہر کردار اپنے وجود کی پہچان میں رہتا ہے۔ ہر کوئی اسی کش مکش کا شکار ہوتا ہے کہ کیا اس کا وجود اس دھرتی پر قابل قبول ہے بھی یا نہیں؟ اسی سوال کے جواب کی جستجو میں ناول کے دو مرکزی کردار شہنام اور شیلا بھی رہتے ہیں۔ ان دونوں کرداروں کو اپنے وجود کے بقاء کی جنگ آخر تک لڑنی پڑتی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ ناکام رہتے ہیں۔ کیوں کہ ایک مخصوص طبقہ سیاسی حوالے سے اتنا طاقت ور ہو چکا تھا کہ وہ مسلم فرقے کو اس ملک کا حصہ ماننے سے انکاری تھا۔

مرکزی کردار کا ماننا ہے کہ یہ ملک ایک صلح پسند، تہذیب و ثقافت کی روایت کا علمبردار ہے۔ جہاں پر پہلے کبھی اس طرح کے واقعات نہیں ہوئے جو حالیہ چند برسوں میں ہو چکے ہیں۔ اور ان سب کے پیچھے وہ مخصوص طبقہ ہے جو اپنی اجارہ داری مذہب کی آڑ میں حاصل کرنے کی تگ و دو میں ہے۔ جب شہلا کو یونی ورسٹی سے گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا جاتا ہے۔ تب وہاں پر اس نے ہندوؤں کے ایک مخصوص ٹولے کو بات کرتے سنا۔

> "ان کا کہنا تھا ہم اس زمین پر ہزاروں سال سے رہ رہے ہیں۔ جن لوگوں نے باہر سے آکر ہم پر حکومت کی ہے، یہ زمین اب ہمیں ان سے آزاد کرانا ہے۔ اور وہ یہ بھی کہتے تھے۔۔۔ انہیں اپنا ملک مل چکا ہے۔ یہ کیا کہ آدھے یہاں آدھے وہاں۔ سب ایک جگہ کیوں نہیں رہتے۔ ہماری زمین ان کے لیے نہیں ہے۔"(۵)

ہمیشہ دیکھنے میں آیا ہے کہ مثبت سماجی رویے کسی بھی سماج میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ اگر سماج میں منفی پہلو اثر انداز ہونا شروع ہو جائیں تو وہ معاشرہ یا سماج، تنزلی کا شکار ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ مندرجہ بالا اقتباس ان منفی رجحانات کو بیان کرتا ہے کہ کس طرح سماج اب فرقوں میں بٹ کر ایک دوسرے کے دشمن بن چکے ہیں۔ مسلم ہندو فسادات انہی رویوں سے پیدا ہوئے ہیں۔ ہر ملک کا آئین و قانون اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اس ملک کے تمام افراد چاہے وہ کسی مسلک یا مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، ان کو مکمل آزادی حاصل ہے۔ لیکن اگر ہندوستان کی بات کی جائے تو یہاں پر رہنے والے اقلیتی برادری خصوصاً مسلمان، ہمیشہ سے جرح کا حصہ رہے ہیں۔ ان کی ذات اور مذہب کو بنیاد بنا کر ان پر حملے کیے جاتے رہے ہیں۔ کبھی کسی مسلم کو گاؤ کشا کے بہانے قتل کیا گیا تو کبھی نماز کی ادائیگی کو بنیاد بنا کر ان کو حراساں کیا گیا۔

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025
تحقیقی وتنقیدی مجلّہ
دریافت

انیس اشفاق نے اپنے ناول "ھیچ" میں ان تمام چیزوں کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ کیوں کہ وہ بذاتِ خود اس سماج کا حصہ ہیں جہاں پر مسلم فرقے کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ کبھی گائے کے گوشت کا معاملہ تو کبھی لاوڈ اسپیکر پر دی جانے والی اذان سے متعلق کئی واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ عقیدوں کو بنیاد بنا کر ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالا جارہا تھا۔ انیس اشفاق سیاست اور عقیدے کو جوڑتے ہوئے شیلا کی زبانی اپنے ناول میں لکھتے ہیں۔

> "سیاست بندوں کی گنتی کا نام ہے۔ جتنا ہم دوسروں کے عقیدوں پر حملہ کرتے ہیں اتنا ہماری گنتی میں اضافہ ہوتا ہے۔ تو یہ سب بندوں کو زیادہ سے زیادہ اپنی طرف لانے کے لیے ہے۔
> میں نے جتنا پڑھا ہے اور جتنا پڑھ رہی ہوں اس میں یہی دیکھا گیا ہے کہ زیادہ تر جنگوں میں عقیدے ایک دوسرے سے ٹکرائے ہیں۔ ہاں اور ہم یہ بھی کہ سکتے ہیں کہ خون بہائے جانے کا بڑا سبب مذہب ہی بنتا جارہا ہے۔"[٦]

اس انتہا پسندی کی بو اب پورے ہندوستان میں ہر طرف پھیل چکی ہے۔ ہندو اپنے مذہب کو لے کر خاصے حساس ہو چکے ہیں۔ ان کا مہذب کو لے کر تنگ نظر ہونا، پورے سماج کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ وہ ہندوستان پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے کے لیے ہر ممکن راستہ اختیار کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے، چاہے وہ رستہ قتل و غارتگری کا ہی کیوں نہ ہو۔ عصر حاضر کی بات کی جائے تو سیاسی حوالے سے ہندوستان شدت پسند بن چکا ہے۔ موجودہ حکومت میں شدت پسند عناصر بہت نمایاں ہو کر آئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مذہب کو بنیاد بنا کر مسلم ہندو فسادات کو ہوا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اپنے مذہبی مفادات کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار بیٹھے ہیں۔ موجودہ حکومت بھارتی جنتا پارٹی کے نام نہاد رہنماؤں نے اپنے مفاد کی خاطر سماجی ڈھانچے کو کھوکھلا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

> "ہندوستان کی سیاسی پارٹیاں ہمیشہ سے مسلم کام میں غیر مخلصانہ رویہ رکھتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ہندوستانی مسلمان کو مختلف محاذوں پر تنقید کا سامنا ہوتا ہے۔ اس ملک میں ایسی غیر سیاسی سیکولر سیاسی پارٹی ہے جو مسلمانوں کی وطن پرستی پر شک کرتی ہے۔"[٧]

مختلف سیاسی جماعتوں کے آشر باد سے مذہب اور قومیت کو بنیاد بنا کر ہمیشہ سے خانہ جنگی کی جاتی رہی ہے۔ فرقے اور مذہب کو بنیاد بنا کر خونی کھیل ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سیاست دانوں کی پشت پناہی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ انیس اشفاق نے اپنے ناول میں اس پر کھل کر بات کی ہے۔ وہ کسی سیاسی جماعت کا نام تو نہیں لیتے۔ لیکن ان کے اعمال سے قاری آسانی سے سمجھ جاتا ہے کہ یہ کس طرف اشارہ ہے۔ مختلف طبقہ اپنے لوگوں کی ذہن سازی کرتے ہوئے ان کے دل ودماغ میں مسلم مخالف باتیں پیدا کر کے ایک قسم کا بارود تیار کر رہے ہیں۔ جو کبھی بھی فرقہ وارانہ کشیدگی کی صورت میں پھٹ سکتا ہے۔ "ھیچ" میں بھی اس طرح کے لوگ اپنے مقاصد کے لیے ایسے ہتھیار تیار کرتے نظر آتے ہیں۔ وہ مسلم طبقے میں خوف وہراس پیدا کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ ان کا ساتھ دینے میں سیاسی رہنما پیش پیش رہتے ہیں۔

اس ناول کا ایک ہندو کردار مسز بنرجی کی صورت میں تخلیق کیا گیا ہے۔ جو کہ دہلی کی ایک یونی ورسٹی کی پروفیسر ہے۔ وہ ان بدلتی صورتحال کو دیکھ کر بڑی دکھی ہے۔ اس کردار کی زبانی انیس اشفاق لکھتے ہیں۔

> "نئے قوانین بن رہے ہیں اور آگے اور بنیں گے اور یہ سارے قانون ہماری بھلائی کے لیے نہیں بلکہ ان لوگوں کو اپنی طرف لانے کے لیے بنیں گے جو ملانے سے زیادہ بانٹنے میں یقین رکھتے ہیں۔ اپنی تاریخ کو دوبارہ زندہ کرنے کے نام پر وہ بھی بدل دیا جائے گا جسے نہیں بدلنا چاہیے۔"[٨]

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

اِس اقتباس سے ظاہر ہے کہ ہندوستان کا مسلم ہی ان فسادات کا شکار نظر نہیں آتا بلکہ ہندو بھی اس سے متاثر ہوئے ہیں۔ انیس اشفاق اپنے خاص لکھنوی زبان وبیان اور منفرد اسلوب کے سبب اپنی ایک منفرد حیثیت اردو ادب میں رکھتے ہیں۔ انھوں نے اکیسویں صدی کے ہندوستانی سماج کی عکاسی اپنے ناول کھیج میں کی ہے۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے شاید اس پر لکھنا اور وہ بھی اس سماج کا حصہ ہوتے ہوئے خاصا مشکل کام ہے۔ انھوں نے اپنے اس ناول میں بعض مقامات پر استعاراتی اور علامتی زبان کا استعمال بھی کیا ہے۔ اس کے پیچھے ایک ہی وجہ ہے کہ اس سماج میں رہتے ہوئے جہاں پر مسلمانوں کو برا سمجھا جاتا ہے اس کے خلاف لکھنا معنی خیز ثابت ہو سکتا ہے۔ انھوں نے اپنے ناول میں سفاک سیاست اور ان کے گھناونے کھیل پر کھل کر بات کی ہے۔ ان کی تحریروں میں جہاں ہمیں مسلمانوں کی بے بسی اور مایوسی کی جھلک نظر آتی ہے وہیں پر کہیں کہیں امید کی لو بھی جلتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ہندوستان کی ایک سیاسی جماعت نے ایک نیا قانون پاس کیا۔ جس کے تحت ہندوستان میں رہنے والے تمام مسلمانوں کو اپنی شہریت کا ثبوت دینا ہوگا۔ اس قانون کے خلاف بہت سی بغاوتیں ہوئی، احتجاج کیے گئے لیکن سب بے سود۔ انیس اشفاق نے بھی اس کالے قانون کا ذکر اپنے ناول میں کرتے ہیں۔

> "شہریت والی۔ اُس میں تو ہمارے پرکھے یہاں کب سے رہ رہے ہیں، یہ ثبوت دینا ہوگا۔ اور پرکھوں کے رہنے کا ثبوت دینا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔"
>
> "اس کا مطلب جو ثبوت نہیں دے سکا، اسے زمین چھوڑنا پڑے گی۔"
>
> "قانون تو اسی طرح کا بن رہا ہے۔"[۹]

ہندوستان کو آزاد ہوئے ستر دہائیاں ہو چکی۔ بیشتر مسلمان پاکستان ہجرت بھی کر گئے۔ لیکن آج بھی ہندوستان جیسی سیکولر اور جمہوریت پسند ریاست میں مقامی مسلمانوں سے ہندوستانی ہونے کا ثبوت مانگا جاتا ہے۔ "ہندوستان کے سماجی حالات، سیاسی و معاشرتی صورت حال اور اس کے تناظر میں کی گئی سرگرمیاں، اور ان سرگرمیوں کے منفی اثرات نے نا صرف ہندوستانی فرد کی سالمیت اور اس کے تحفظ پر سوالیہ نشان پیدا کر دیا ہے وہیں پر معاشرتی زندگی کو بھی لہولہان کر دیا ہے۔"[۱۰] ہندوستانی سماج میں دو ہی بڑے مذاہب آباد ہیں۔ ان کے درمیان آئے روز مذہب کو بنیاد بنا کر فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ وہ فسادات پھر گجرات کی طرز پر ہو یا بابری مسجد کو بنیاد بنا کر کیے جائیں۔ ہر طرف سے نقصان اقلیت کا ہوا ہے۔ ہندو اپنے مفادات کی خاطر مسلمانوں کی مذہبی عبادت گاہوں کو بھی نہیں چھوڑا۔ بابری مسجد کا واقعہ جب ہوا تو مسلمانوں کے ہاں غم وغصّے کی کیفیت عروج پر تھی۔ جس کے سبب فسادات کو ایک چنگاری مل گئی۔

انیس اشفاق جیسے ادیب بھی اس واقعے سے متاثر ہوئے۔ کیوں کہ ان کا تعلق بھی اسی طبقے سے تھا جو کہ ہندوستان میں اقلیت تصور کیا جاتا ہے۔ انہوں نے اس واقعے کو اپنے ناول میں کچھ اس طرح سے بیان کرتے ہیں۔

> "عبادت گاہوں پر دعوؤں کی مہم تیز ہو رہی ہے۔ اور وہ عبادت گاہیں خاص نشانے پر ہیں جنہیں انگریزوں سے پہلے والی حکومتوں نے بنوایا تھا۔"
>
> "اس کا مطلب ایک بڑا ہنگامہ ہونے والا ہے۔"
>
> "ہاں۔ اور ان میں سے ایک عبادت گاہ کی طرف کوچ کی تیاری ہے۔"[۱۱]

مندرج بالا اقتباس میں انیس اشفاق نے مسلمانوں کی مسجدوں کو عبادت گاہوں سے تشبیہ دی۔ اس اقتباس میں جس عبادت گاہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ اشارہ بابری مسجد کی طرف ہے۔ کیوں کہ اس عہد میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان جو سب سے بڑی وجہ لڑائی کی تھی وہ عبادت

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

گاہیں تھیں۔ ہر مذہب اِن پر اپنی ملکیت کا دعویٰ دائر کر رہا تھا۔ اس طرح کے واقعات نے ہندوستانی مسلمانوں میں خوف کی ایک لہر پیدا کر دی تھی۔ ہر مسلمان سیاسی و سماجی حوالے سے ایک ان دیکھے خوف کا شکار ہو رہا تھا۔ اس کو نہیں معلوم کہ کب کوئی ہندو مذہب اور فرقے کو بنیاد بنا کر اس پر حملہ آور ہو جائے۔ اس خوف کی فضاء میں سانس لینا دشوار ہو چکا تھا۔ ہندوستان کی سماجی صورت حال دن بہ دن کشیدہ ہو رہی تھی۔ ان حالات میں مسلمانوں کا خوف کھانا عام بات تھی۔

مسلمانوں کی املاک اور جان کو خطرہ پیدا ہو چکا تھا۔ بابری مسجد کے واقعے کو لے کر مسلمان تکلیف اور اذیت میں مبتلا تھے۔ پورے ہندوستان میں ایک خاص طبقے کی طرف سے بے چینی و بے سکونی کا ماحول پیدا کر دیا گیا تھا۔ یہ مخصوص طبقہ جو اپنی اجارہ داری قائم کرنا چاہتا ہے وہ ناصرف اس کو پھیلا رہے تھے بلکہ اس کو اپنی آنے والی نسل میں بھی منتقل کر رہے تھے۔ انھوں نے ہمیشہ سے اپنی ذات اور فرقے کو مظلوم ثابت کرنے کی کوشش کی اور مسلمانوں کے ظلم و جبر کی کہانیوں کو من گھڑت بنا کر آنے والی نسل میں منتقل کر رہے تھے۔ یہ مخصوص طبقہ جو کہ شہلا کے جیل جانے کے بعد منصوبہ بندی کر رہا تھا۔ جیل سے باہر آتے ہی مختلف سیاسی جماعتوں کے ساتھ مل کر حکومت کا حصہ بن چکے تھے۔ یہ صرف حکومت کا ہی حصہ نہیں تھے بلکہ قانون نافذ کرنے والے محکمہ جات سے بھی وابستہ ہو چکے تھے۔ انھوں نے ایسے قوانین بنائے جو کہ مسلم دشمنی کے سواء کچھ نہ تھا۔

اس ناول کے دونوں مرکزی کردار شہنام اور شہلا اسی سماج کا حصہ تھے جس میں تفرقہ کی آگ لگ چکی تھی۔ یہ دونوں کردار ہر معاملے کو بڑی گہرائی سے دیکھ رہے تھے۔ جب بابری مسجد کا واقعہ ہوا تو شہلا کے خط میں لکھی گئی باتیں فلسفیانہ ہی سہی لیکن حقیقت نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہیں۔ انیس اشفاق لکھتے ہیں۔

> "عمارت کے ڈھائے جانے والے دن جو تم پر گزری ہو گی میں سمجھ سکتی ہوں۔ تم ہی کیا ہر وہ شخص جو دوسرے مذہبوں کے لیے اپنا دل کشادہ رکھتا ہے اور جو پرانے آثار کی اہمیت کو جانتا ہے، اس کا دل اس بڑے سانحے پر ضرور بیٹھ گیا ہو گا۔ مینار ہو یا کلس، کھنڈر ہو یا صلیب یہ محض مذہبی نشانیاں نہیں، یہ ہماری تاریخ اور تہذیب دونوں کے آئینے ہیں۔"[۱۲]

اس اقتباس میں مذہبی عمارات کو محض ایک عبادت گاہ کی نظر سے نہیں دیکھا گیا۔ بلکہ اس کو تاریخ کی آئینے میں دیکھا گیا ہے۔ جس پر ہر طبقے کا فرد چاہے وہ ہندو ہو یا عیسائی یا مسلم، تمام ہی دکھی تھے۔

انیس اشفاق کا یہ ناول ہندوستان کی سیاسی و سماجی صورتحال کے پس منظر میں لکھا گیا کامیاب اور منفرد ناول ہے۔ انھوں نے اپنے خاص اسلوب اور زبان کے ذریعے اس میں جان ڈال دی ہے۔ اس ناول میں ناول نگار نے سماج کے مختلف رویوں اور انسانی فرد کی کیفیات کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ جہاں سماج میں مسلم طبقے کو پریشانی کا سامنا ہے وہیں پر اس طبقے کے دوسرے مذاہب بھی اس تبدیلی سے ناراض ہیں۔ سیاسی جماعتیں خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتی ہوں اپنی ناکامیوں کو چھپانے کیے لیے مسلم دشمنی اور ہندو مسلم فسادات کا سہارا لیتے ہیں تاکہ اپنی عوام کے دل و دماغ میں مسلم دشمنی کو ختم نہ ہونے دیا جائے۔ ہندوستان میں جہاں بھی مسلمان رہتا ہے اس کو دہشت گرد کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کا وہ مقام اور رتبہ جو کہ ایک اچھے سماج میں ہونا چاہیے وہ اس کو نہیں مل پاتا۔

ہندوستان سیاسی حوالوں سے ہی مسلمان کو کمزور نہیں کر رہے بلکہ وہاں کی قانون نافذ کرنے والے ادارے بھی اس کام میں پیش پیش نظر آتے ہیں۔ پولیس والوں کا جانبدار ہونا مسلم دشمنی کا ثبوت ہے۔ پولیس تو شاذ و نادر ہی اس طبقے کی بھلائی کرتی ہے۔ لیکن اس محکمہ نے مسلم دشمنی

Research Journal DARYAFT
ISSN (E): 2616-6038, ISSN (P): 1814-2885
Volume 17. Issue 01, June 2025

میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ انیس اشفاق نے ان تمام رویوں کو اپنے ناول کا حصہ بنایا ہے۔ ناول نگار اپنے مشاہدات اور تجربات کی روشنی میں ہندوستانی سماج کی عکاسی اپنے ناول میں کی ہے۔ اس معاشرے کے مخصوص طبقے کی ذہنیت اور شیطانی عمل کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ بلاشبہ یہ ناول اپنے عہد کا ایک ترجمان ناول ہے جس نے حقیقت نگاری کے ذریعے سماج میں چھپی ہوئی چیزوں کو کھول کر بیان کیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ رؤف الرحمن خان، ہندوستان کی اقلیتی آبادی مسائل اور امکانات، اسکول آف منیجمنٹ اسٹڈیز، ممبئی، ۲۰۱۳ء، ص ۱۱

۲۔ R.G.K, IIlustrated weekly, june 1980

۳۔ ایمن انصاری، ڈاکٹر، اردو ناولوں میں سماجی مسائل کی عکاسی، نصرت پبلشرز، لکھنو، ۱۹۸۸ء، ص ۱۷

۴۔ انیس اشفاق، ھیچ، بک کارنر، جہلم، ۲۰۲۴ء، ص ۴۷

۵۔ ایضاً، ص ۱۹۷

۶۔ ایضاً، ص ۲۸۶

۷۔ رؤف الرحمن خان، پروفیسر، ہندوستان کی اقلیتی آبادی مسائل اور امکانات، ص ۶۴

۸۔ ایضاً، ص ۳۲۹

۹۔ انیس اشفاق، ھیچ، ص ۳۳۲

۱۰۔ مہ پارہ اسلم، منتخب ہندوستانی ناولوں میں مسلمانوں کی معاصر سیاسی و سماجی صورت حال، تحقیقی مقالہ ایم۔فل، مملوکہ: اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، ۲۰۲۴ء، ص ۷۶

۱۱۔ انیس اشفاق، ھیچ، ص ۲۸۴

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۹۰۔۲۹۱

References in Roman Script:

1. Rauoof ul Rehman, Hindustan mein Aqliati abadi: Msail aur Imkanat, School of Majagment Study, Mumbai, 2013, p.11
2. R.G.K, Illustrated weekly, june 1980.
3. Eman Ansari, Urdu Novelon mein Smaji Msail ki Akasi, Nusrat Publishers, Lakhnau, 1988, p.17
4. Anees Ishfaq, Heech, Book corner, Jahlum, 2024, p.47
5. Ibid, p.197
6. Ibid, p.286
7. Rauoof ul Rehman, Hindustan mein Aqliati abadi: Msail aur Imkanat, p.64
8. Ibid, p.329
9. Anees Ishfaq, Heech, p.332

10. Mahpara Aslam, Muntkhib Novelon mein Muslmanon ki Muasr Syasi O Smaji Sorat-e-Hal, Tehqeeqi Mqala M.Phil Urdu, Islamia University of Bahawalpur, Bahawalpur, 2024, p.72
11. Anees Ishfaq, Heech, p.284
12. Ibid, p.290-291

Dr. Sara Majeed is a Lecturer in the Department of Urdu at Women University Multan, Pakistan. She earned her PhD from the same university, specializing in Urdu fiction and literary criticism. Dr. Sara has authored ten research articles and was awarded a gold medal for her outstanding performance in her MA studies.

Ms. Zunaira Siddique is currently pursuing her PhD in the Department of Urdu at The Women University, Multan, Pakistan. She has published three article and holds an MPhil degree in Urdu Literature from the same university.